قرآن میں حکمتِ حوار اور حوارِ نوح علیہ السلام

ڈاکٹر مسرت جمال*
ساحرہ گل**

ABSTRACT:

The Significance of Dialogue and the Dialogue of Noah (A.S) in the Holy Quran

The Holy Quran is the book of Almighty Allah. It is revealed for the guidance of the people to make the people understand through different methods of description used in the Holy Quran. One of these methods is dialogue.

Dialogue means the conversation between two persons about a topic for different purposes. There is a dialogue between Abraham and his father Aazar (آزر) about the oneness of Allah. Another example found in the Holy Quran is the dialogue between Abraham and Numrood (نمرود) about the existence and the unity of Allah. Using this dialogue, Prophet Abraham proved Numrood to be a liar. Third example which is found in the Holy Quran is between the Prophet Moses (موسی) and Pharaoh (فرعون). In this dialogue, there occurs a long discussion between them. But after studying the whole dialogue, we can conclude that it is also about the unity of Allah. Besides, there are other dialogues too which will be

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اینڈ عربک سٹڈیز، یونیورسٹی آف پشاور۔
** ریسرچ سکالر، انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اینڈ عربک سٹڈیز، یونیورسٹی آف پشاور۔

***discussed in the following pages*.**

تمہید

الحمد للہ رب العالمین ، الذی أرسل الهادیین من الأنبیاء والمرسلین ، والصلاۃ والسلام علی محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

قرآن مجید کا معجزانہ اسلوب اور فصاحت وبلاغت تمام عرب اقوام پر اظہر من الشمس تھا،اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک پرکشش اور آسان اسلوب "حوار" کے ذریعے سے لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف دعوت دی اور طاغوت کی پیروی سے منع فرمایا۔

﴿انْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُونَ﴾۔[1]

﴿آپ دیکھئے کہ ہم کس کس طرح دلائل کو مختلف پہلوؤں سے ظاہر کر رہے ہیں ،پھر بھی یہ لوگ اعراض کرتے ہیں ﴾۔[2]

حوار ایک ایسا اسلوب ہے جس میں دو یا زیادہ لوگوں کے درمیان ایک موضوع پر بات چیت ہوتی ہے جس میں نزاع اور جرح کو کوئی دخل حاصل نہیں ہوتا، مخاطب کوشش کرتا ہے کہ متکلم کی بات کو سنے اگرچہ اس کی بات کمزور، بے وزن اور بے قوت کیوں نہ ہو،جیسا کہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے گفتگو حوار کی صورت میں کی ہے ، ان کے بے جا اعتراضات اور بے بنیاد دلائل بھی نوح علیہ السلام سنتے رہے، جس کو ہم تفصیلاً ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ حوار کا مفہوم بھی واضح کریں گے۔

حوار کے لغوی معنیٰ:

حوار کے لغوی معنیٰ ہیں : "لوٹنا اور واپس ہونا",[3] جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ﴿إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ﴾[4] یعنی ﴿بے شک وہ گمان کرتا تھا کہ وہ ہرگز دوبارہ نہیں اٹھایاجائے گا﴾۔[5]

امام زمخشری[6] نے اپنی تفسیر میں بیان فرمایا ہے کہ: "﴿ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ﴾ أي 'ظن أن لن يرجع إلى ربه' یعنی " اس نے گمان کیا کہ وہ کبھی بھی اپنے رب کیطرف نہیں لوٹے گا"۔[7]

ابن منظور[8] نے اپنی شہرہ آفاق قاموس "لسان العرب" میں لکھا ہے کہ"(حوار) کا لفظ (حار یحور)سے مشتق ہے جو کسی چیز کی طرف لوٹ کے آنے یا کسی چیز کو چھوڑکے لوٹ جانے کو کہتے ہیں"۔[9] لبید بن ربیعہ[10] رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ تھے۔آپ نے اپنے ایک

شعر میں کہا ہے کہ:

وما المرء إلا كالشهاب وضوؤه يحور رمادا بعد إذ هو ساطع[11]

خلیل بن احمد[12] الفراھیدی نے کہا ہے کہ "حوار" کے لفظ کا معنی ہے "جواب لوٹانا"[13]،
فیروزآبادی[14] نے لکھا ہے کہ "حوار" کا مطلب ہے "کسی کے سامنے مخاطب ہوکے بات کرنا"۔[15]

قرآن مجید میں آیا ہے کہ

﴿قالَ له صاحِبه وهوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلًا﴾۔[16]

﴿اس کا دوست جو اس سے گفتگو کررہا تھا کہنے لگا، کہ کیا تم اس ذات سے کفر کرتے ہو۔جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر تمہیں پورا آدمی بنایا﴾۔[17]

امام ابن کثیر[18] نے اپنی تفسیر میں اس آیات کی وضاحت میں لکھا کہ: "اجابہ صاحبہ المومن" یعنی مومن بندے نے اپنے دوست کو جواب دیا جب کہ وہ خدا کا انکار کررہا تھا کہ تم کیوں اس ذات سے انکار کرتے ہو جس نے تمہیں کو مٹی سے پیدا کیا"۔[19]

ابن کثیر کی وضاحت سے معلوم ہوتاہے کہ"یحاورہ" کا مطلب یہ ہے کہ اس مومن بندے نے اس کافر کو جواب میں یہ بات کہی کہ آپ کیوں اللہ تعالی کا انکار کرتے ہیں جبکہ اس نے آپ کی خلقت بھی کی ہے۔

حوار کے اصطلاحی معنی:

حوار کے اصطلاحی معنی میں ادباء اور لغویین کے اقوال کتابوں میں موجود ہیں جن کو ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں:

حوار عربی زبان کا لفظ ہے اور عربی ادب سے تعلق رکھتا ہےلہذا ہم زیادہ ترعربی کتب سے اقتباسات پیش کرینگے تاکہ عربی ادب میں حوار کا معنی اور مفہوم واضح ہوجائیں۔

حوار کے اصطلاحی معنی کے بارے میں صالح بن عبداللہ بن عبدالحمید اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں کہ:

يراد بالحوار المناقشة بين طرفين أو الأطراف, يُقصد بها تصحيح كلام, وإظهار حجة, وإثبات حق, ودفع شبهة, وردّ الفاسد من القول والرأي۔[20]

حوار دو فریقین کے درمیان دلیل و برھان کو قائم کرنے، شکوک کو دفع کرنے اور غلط بات کو رد کرنے کے لیے بحث کرنے کو کہتے ہیں۔

عبداللہ بن حسین الموجان نے لکھا ہے:

الحوار هو الحديث[21] بين اثنين أو أكثر, يتمّ فيه تبادل الكلام بينهما بطريقة متكافئة فلا يستأثر به أحدهما دون الآخر,[22] ويغلب عليه الهدوء والبعد عن الخصومة والتعصب.[23]

حوار دو یا دو سے زیادہ لوگوں کے درمیان کسی موضوع پر تبادلہ کلام ہے، دونوں فریقین کے درمیان اچھے اور خوشگوار انداز میں مباحثہ ہو۔حوار میں ضروری ہے کہ ایک دوسرے پر کوئی فوقیت ظاہر کرنا مقصود نہ ہو تاکہ بات نفرت اور جھگڑے تک نہ پہنچ سکے۔

عباس محجوب نے لکھا کہ:

إن كلمة الحوار تدل على التحاور والتجاوب, ومراجعة الكلام بين طرفي الحوار مواجهة ومراجعة إما بين الفرد والذات, أو الفرد والآخر, وقال أيضاً: الحوار سمة من سمات الإنسان القائمة على الكلمة ولا يقصد به أن يتكلم الفرد بل أن يجعل الآخر يتكلم ويستمع إليه ولو لم يكن كلامه لائقا, لأن المقصود من الحوار أن نصبر على الآخر ونستمع إليه دون أن يكون في ذلك ما يدل على الخصومة لأن الكلمة في أساسها وسيلة تواصل إنساني لأن هدفه هو التواصل وإن لم يكن هناك إتفاق۔[24]

یعنی حوار کا مقصد مکالمہ اور جواب ہی ہے جس میں دو فریقین کی طرف سے ایک دوسرے کو بات لوٹائی جاتی ہے،فریقین میں ایک بندے کے مقابلے میں پوری جماعت بھی ہو سکتی ہے۔

آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ حوار میں ایک بندہ دوسرے بندے کی بات اور دلیل سنتا ہے اگرچہ اس کی بات اور دلیل کمزور کیوں نہ ہو۔ کیونکہ "حوار" میں دوسرے بندے کی بات سننے کے لیے صبر سے کام لینا پڑتا ہے تاکہ مخاطب کی بات کو غور سے سنےاور انسانوں کے درمیان رابطہ حوار کے ذریعے سے قائم رہے تاکہ ایک بات جھگڑے اور فضول چیخنے چلانے کی بجائے نرمی اور خوش اسلوبی سے سن لی جائےاور مقصد بھی حل ہو،لیکن یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ دونوں فریقین ایک دوسرے کی بات مان کر اتفاق کریں ۔ اگر دل ودماغ مطمئن ہوئے تو اتفاق ہوجائے گا ورنہ بات کو اچھے انداز سے سن کر ختم کیا جائے۔

إمیل یعقوب اور بیثال عاصی نے لکھا ہے کہ :

الحوار والمحاورة والمحادثة مصطلحات تدل عموماً على تناوب شخصين أو أكثر حول موضوع يقترض فيه الأخذ والردّ, توصلاً إلى اكفاء حاجة, وبلوغ غاية۔[25]

یعنی حوار, مکالمہ اور محادثہ اصطلاحات ہیں، جو عام طور پر دو یا دو سے زیادہ بندوں کے درمیان کسی موضوع پر بحث کرنے پر دلالت کرتی ہیں۔ جس میں ایک بات یا تو رد کردی جاتی ہےاور یا قبول۔ اس کا ہدف, مقصد تک پہنچنے اور حاجت کو پورا کرنا ہوتا ہے۔

J. A. Cuddon نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ:

"Dialogue is the speech of characters in any kind of narrative, story or play".[26]

حوار کو انگریزی میں Dialogue کہتے ہیں۔ کسی ڈرامے یا کہانی میں کردار ادا کرنے والوں کے درمیان کسی بھی موضوع پر جو باتیں ہوتی ہیں اس کو ڈائیلاگ کہتے ہیں۔

قرآن حکیم میں مکالمہ کی حکمت

قرآن کریم میں مختلف لوگوں کے مکالمے ذکر کیے گیے ہیں۔ جیسے موسی علیہ السلام نے فرعون کے ساتھ گفتگو کی ہے جو کہ اللہ کی وحدانیت پر مبنی ہےاور فرعون کو صراط مستقیم کی طرف دعوت دینے کے لیے ایک بہترین اسلوب اختیار کیا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کے درمیان بت پرستی اور اللہ تعالی کی وحدانیت پر جو گفتگو ہوئی ہے قرآن مجید نے اسے اس طرح بیان کیا ہےجس سے ایک

طرف نمرود کی حیثیت اور مقام واضح ہوتا ہے تو دوسری طرف ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کا پیغمبر ہونا۔ نیز ان کا عقیدہ وحدانیت بھی ثابت ہوتا ہے۔ ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے جو اسلوب اختیار کیا ہے وہ بھی اس مکالمے سے ظاہر ہوتا ہے۔ عرض یہ کہ قرآن ایک فصیح اور بلیغ کتاب ہے جس کی فصاحت و بلاغت بدرجہ اتم ہے۔ کیونکہ قرآن کے تین چیلنج کسی نے قبول نہیں کئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

1۔ ﴿قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا﴾۔[27]

﴿کہہ دو کہ اگر اکٹھے ہوجائیں سارے انسان اور سارے جن اس بات پر کہ لے آئیں اس قرآن کی مثل تو ہر گز اسکی مثل نہیں لاسکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بھی ہوجائیں﴾۔[28]

2۔ ﴿أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ﴾۔[29]

﴿کیا کفار کہتے ہیں کہ اس نے یہ قرآن خود گھڑ لیا ہے؟ آپ فرمایئے کہ تم بھی لے آؤ اس جیسی دس سورتیں گھڑی ہوئی﴾۔[30]

3۔ ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ﴾۔[31]

﴿اے پیغمبر کہہ دے! کہ اگر تم قرآن کے بارے میں شک میں ہو جسے ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے تو اس قرآن جیسی ایک سورت بنا کے پیش کرو﴾۔[32]

ان چیلنجز کا مقصد یہ تھا کہ قرآن عربی میں ہے اس کے اسالیب اور فصاحت کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ لوگ بھی ایسا کلام پیش کریں لیکن ان میں سے کوئی بھی یہ چیلنج قبول نہ کرسکا۔

قرآن میں ایک اسلوب "مکالمہ" بھی ہے جس کی حکمت اور ثمرات واضح ہیں جن میں سے بعض کو زیبِ قرطاس کیا جاتا ہے:

1۔ قرآن میں اسلوب مکالمہ کی حکمت یہ ہے کہ انسان اپنا عقیدہ اور مقصد آزادانہ طور پر پیش کرسکے کیونکہ انسان سب برابر ہے اورایک نفس سے پیدا ہوئے ہیں جسے آدمؑ کہتے ہیں ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ﴾[33] یعنی ﴿اے

لوگو! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جس نے تم سب کو ایک ہی انسان سے پیدا کیا﴾۔[34]

2۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ مناظرہ میں چونکہ نزاع اور جھگڑا نہیں ہوتا اس لیے بات نرمی اور سنجیدگی کے ساتھ سنی جاتی ہے۔ تو اسلوبِ مکالمہ کا مطلب بات کرنے کا ڈھنگ اور طریقہ ہے اور مخاطب کو بات اور دلیل کو سننے کے لیے موقع دینا ہے۔

3۔ قرآن مجید کے مکالمہ پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبراور اس وقت کے مشرکین کے درمیان جو گفتگو ہوتی ہے اس میں اشارہ ہے کہ سارے اہل ادیان کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے عقیدے کے بارے میں کلام کریں لیکن جب حق واضح ہوجائے تواس کو تسلیم کریں ۔

4۔ موسیٰ بن یحیٰ القیضی مکالمے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے, فرماتے ہیں :

ا۔ "حوار" یعنی "مکالمہ" ایک قرآنی اسلوب ہےجس کے ذریعے سے دین اسلام اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے۔ تاکہ حق کو تسلیم کیا جائے اور باطل کو رد کردیا جائے۔

۲۔ "مکالمہ" ایک بیانی اسلوب ہے جس کے ذریعے حق کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔ لہذا مکالمہ ایک قسم کا جہاد ہوا جسے جہاد باللسان کہتے ہیں۔

۳۔ "حوار"ایک ایسا اسلوب ہے ۔جس میں عالم اور جاہل دونوں حصہ لے سکتے ہیں۔ کیونکہ مکالمہ میں دلائل کی جانچ پڑتال زیادہ نہیں ہوتی بلکہ فریقین ایک عام ماحول میں اپنی رائے ایک دوسرے سے شریک کرتے ہیں۔[35]

محمود عثمان ضمرہ نے لکھا ہے کہ سلف وصالحین کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ مکالمہ کے ذریعے سے ایک مشترک موضوع پر بحث کرتے تھے تاکہ حق تک رسائی ہو جائے۔ جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے درمیان دادی کی میراث[36] کے بارے میں مکالمہ اور گفتگو ہوئی تھی۔[37]

دوسری مثال شراب کی حد کے بارے میں ہے ۔ ابو داؤد[38] نے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں صحابہ کرام کے مکالمہ اور گفتگو کے بعد فیصلہ ہوا ہے۔

أنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے شراب پینے والے کو چالیس کوڑے سزا دی تھی لیکن جب عہد فاروقی شروع ہوا تو آپ نے شُربِ خمر کے بارے میں صحابہ کرام سے گفتگوکی کہ لوگ شراب پینے کی طرف راغب ہورہے ہیں تو عبد الرحمن[39] بن عوف رضی

اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ اس کی سزا بڑھا دیں تو اسی (80) کوڑے مقرر ہوئے اور اس بات پر صحابہ کرام کا اجماع ہوا۔[40]

قرآن میں حوار یعنی مکالمہ کی امثال:

قرآن مجید میں حوار کی بہت ساری انواع موجود ہیں جن میں سے بعض اجمالاً اور نوحؑ کے حوار کو ہم تفصیلاً بیان کرتے ہیں:

1- ہود علیہ السلام اور انکی قوم کے مابین حوار۔[41]

2- ابراہیم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ حوار۔[42]

3- ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد سے حوار۔[43]

4- نوح علیہ السلام کا اپنی قوم کے ساتھ حوار۔

5- شعیب علیہ السلام اور انکی قوم کے مابین حوار۔[44]

6- موسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ حوار۔[45]

7- موسیٰ علیہ السلام اور عبد صالح (خضر) کے مابین حوار۔

8- سورۃ کہف میں باغ والوں کے مابین حوار۔[46]

نوح علیہ السلام کا اپنی قوم کے ساتھ حوار :

اللہ نے حضرت نوح علیہ السلام کو انکی قوم کی طرف بھیجا تو حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دیتے ہوئے اپنی قوم سے فرمایا: ﴿اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ﴾[47] یعنی ﴿اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو کیونکہ اس کے بغیر آپ لوگوں کا کوئی معبود نہیں ہے﴾۔[48]

لیکن ان کی قوم شرک کرنے پر تلی ہوئی تھی۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے ان کو شرک کی قباحت بیان کی اور عذاب الٰہی سے ڈرایا کہ:

> ﴿إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُبِينٌ. أَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ﴾۔[49]
>
> ﴿میں آپ لوگوں کو ڈرانے والا ہوں کہ ما سوائے اللہ کے کسی کی عبادت نہ کرو کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ تم پر درد ناک دن کا عذاب نہ آجائے﴾۔[50]

حضرت نوح عَلَیۡہِ السَّلَامُ کی قوم نے آپ کو جواب میں کہا:

قومِ نوح علیہ السلام:

﴿فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ وَمَا نَرَى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِينَ﴾۔[51]

﴿ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے اے نوح ! آپ ہمارے جیسے ایک انسان ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ ماسوائے ذلیل اور حقیر لوگوں کے ہم میں سے آپ کی کوئی تابعداری نہیں کرتا۔اور آپکو ہم پر کوئی فضیلت بھی حاصل نہیں ہے اس لیے ہم آپ کو جھوٹا خیال کرتے ہیں﴾۔[52]

نوح عَلَیۡہِ السَّلَامُ نے ان کے چار اعتراضات کے چار جوابات دیئے :

نوح علیہ السلام:

1- ﴿قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَآتَانِي رَحْمَةً مِنْ عِنْدِهِ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ أَنُلْزِمُكُمُوهَا وَأَنْتُمْ لَهَا كَارِهُونَ﴾۔[53]

﴿نوح عَلَیۡہِ السَّلَامُ نے فرمایاکہ اے میری قوم! بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنی طرف سے رحمت دی ہو، پھر وہ تم کو نہ سوجھتی ہو تو پھر کیا ہم اس کو آپ کے گلے ڈال دیں اور آپ اس سے نفرت کرتے چلے جاؤ﴾۔[54]

2- ﴿يَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ﴾۔[55]

اے میری قوم! میں اس پر آپ لوگوں سے کچھ مال بھی نہیں مانگتا۔ میرا معاوضہ اللہ پر ہے﴾۔[56]

3- ﴿مَا أَنَا بِطَارِدِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّهُمْ مُلَاقُو رَبِّهِمْ﴾۔[57]

﴿میں ایمان والوں کو نہیں نکالتا کیونکہ یہ لوگ اپنی رب کی طرف

جانے والے ہیں﴾۔[58]

4- ﴿لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ إِنِّي مَلَكٌ وَلَا أَقُولُ لِلَّذِينَ تَزْدَرِي أَعْيُنُكُمْ لَنْ يُؤْتِيَهُمُ اللَّهُ خَيْرًا اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا فِي أَنْفُسِهِمْ إِنِّي إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ﴾[59]

﴿میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں ایک فرشتہ ہوں اور نہ میں کہتا ہوں کہ جو لوگ تمہاری نگاہوں میں حقیر ہیں ان کو اللہ کوئی بھلائی نہ دیگا۔ ان کے دل کا حال اللہ تعالی کو خوب معلوم ہے۔ اگر میں انکو نکال دوں تو میں ناانصافی کرنے والوں میں سے ہو جاؤں گا﴾۔[60]

نوح علیہ السلام کی قوم نے کہا:

قوم نوح علیہ السلام:

﴿قَالُوا يَا نُوحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَأَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾۔[61]

﴿نوح علیہ السلام کی قوم نے نوح علیہ السلام سے کہا کہ آپ نے ہمارے ساتھ بہت زیادہ بحث و مباحثہ کرچکے، تو لے آؤ ہمارے پاس وہ عذاب جس کا تم ہم سے وعدہ کر رہے ہو، اگر تم سچے ہو﴾۔[62]

نوح علیہ السلام نے جواب میں کہا:

نوح علیہ السلام:

﴿قَالَ إِنَّمَا يَأْتِيكُمْ بِهِ اللَّهُ إِنْ شَاءَ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ. وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِي إِنْ أَرَدْتُ أَنْ أَنْصَحَ لَكُمْ إِنْ كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُغْوِيَكُمْ هُوَ رَبُّكُمْ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾۔[63]

﴿آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ چاہے گا تو وہ تمھارے پاس عذاب لائے گا اور تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو گے۔ اور پھر میری خیر خواہی تم

لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں دیگی۔اگر میرا ارادہ ہو کہ میں آپ لوگوں سے خیر خواہی کروں لیکن اگر اللہ آپ لوگوں کو گمراہ کردے تو وہ تمہارا رب ہے،اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤگے﴾۔[64]

نوح علیہ السلام اور انکی قوم کے درمیان جب اتنی گفتگو چلتی رہی اور وہ حق تسلیم کرنے والے نہیں تھے اور مسلسل اپنی ہٹ دھرمی اور عناد پر تلے ہوئے تھے تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں اس لیے آپ کشتی بنالیں اور عذاب کا انتظار کریں ۔

نوح علیہ السلام کا اپنے بیٹے کنعان کے ساتھ حوار:

نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم سے گفتگو کی اور اللہ کی وحدانیت پر خوب بحث ومباحثہ کیا تو اللہ تعالی نے نوح علیہ السلام سے فرمایا کہ یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں خواہ آپ جتنی بھی کوشش کریں تو نوح علیہ السلام نے عرض کیا یہ جب ایمان لانے والے نہیں ہیں تو ﴿رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا﴾[65] یعنی ﴿اے رب! روئے زمین پر کسی کافر کا گھر نہ چھوڑیے﴾۔[66]

اللہ نے قومِ نوح علیہ السلام پر پانی کا عذاب نازل کیا جس میں ان کا بیٹا کنعان بھی غرق ہوا نوح علیہ السلام کے چار بیٹے (حام ، سام ،یافث اور کنعان) تھے۔[67]

کنعان چونکہ مسلمان نہ تھا جب عذاب الہی کی خبر سنی اور مسلمان کشتی میں سوار ہو رہے تھے تو نوح علیہ السلام نے کنعان کو آواز دی:

نوح علیہ السلام:

﴿يَا بُنَيَّ ارْكَبْ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ﴾۔[68]

﴿اے بیٹے !ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور کافروں کا ساتھی مت بنو﴾۔[69]

کنعان نے جواب میں کہا:

کنعان:

﴿قَالَ سَآوِي إِلَى جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ﴾۔[70]

﴿کنعان نے کہا کہ میں پہاڑ پر چڑھ کر پانی سے پناہ لونگا﴾۔[71]

نوح علیہ السلام نے فرمایا:

﴿لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ﴾۔[72]

﴿آج کے دن اللہ کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں ہے, مگر جس پر اللہ تعالی رحم کرے﴾۔[73]

کنعان نے نوح علیہ السلام کو ابھی جواب نہیں دیا تھا کہ اللہ کے عذاب نے اسے پکڑ لیا:

﴿وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ﴾۔[74]

﴿دونوں کے درمیان پانی کی لہریں حائل ہوئیں اور کنعان ان لوگوں میں سے ہوا جو غرق ہوئے تھے﴾۔[75]

جب عذاب الہی نازل ہوا تو نوح علیہ السلام کی قوم کے سب کے سب کافر تباہ وبرباد ہوئے کسی کا گھر تک نہ بچ سکا وہ لوگ جو غرق ہوئے تھے ان لوگوں میں سے نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان بھی تھا۔ پھر عذاب الہی تھم گیا، زمین پانی نگلنے لگی, آسمان نے پانی برسانا بند کردیا اور نوح علیہ السلام کی کشتی جودی کے پہاڑ پر رك گئی۔[76]

قرآن میں نوح علیہ السلام کا حوارذکرکرنے کی حکمت:

نوح علیہ السلام کی حوار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے بعد میں آنے والے پیغمبروں کے لئے ایک مثال قائم کی۔ انہوں نے طویل عرصے تک دعوت وتبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا جو تقریباً 950 سال بنتا ہے۔ قوم کی ہٹ دھرمی، ظلم وستم اورسرکشی آپ کی ہمت کو ہرا نہ سکی بلکہ دن رات، خفیہ اور اعلانیہ تبلیغ ودعوت إلی اللہ کا سلسلہ جاری رکھا اورصبر واستقامت کا دامن ہر حالت میں تھامے رہے۔[77]

نوح علیہ السلام کے حوارمیں اللہ تعالی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تسلی دیتے ہیں کہ انبیاء سابقین نے اس دین کی خاطر اتنی تکالیف برداشت کیں اور کبھی بھی باطل کے سامنے نہیں جھکے۔

مذکورہ مکالمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ دین کی قبولیت اور ہدایت کیلئے مال ودولت کا ہونا ضروری نہیں ، بلکہ عند اللہ وہ شخص قابل عزت ہے جوسب سے زیادہ متقی ہو، جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے: ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾[78] ﴿خداکے نزدیک تم میں زیادہ عزت والاوہ ہے جوزیادہ پرہیزگار ہے﴾۔

اس حوارمیں نوح علیہ السلام نے راہ ہدایت کی طرف دعوت دینے کیلئے ایک بہترین اسلوب اختیار کیا ہے جس کو قرآن نے واضح کرکے مبلغ کیلئے ایک درس بنا دیاہے۔[79]

الہوامش

[1] القرآن الکریم، الأنعام : 46

[2] مفتی محمد شفیع, معارف القرآن, ادارۃ المعارف کراچی, 1990ء, 322/3

[3] ابن منظور, محمد بن مکرم, لسان العرب, دار صادر, بیروت, 217/4؛ الفیروزآبادی, محمد بن یعقوب, القاموس المحیط, مؤسسۃ الرسالۃ, 2005ء, ص381؛ ابن فارس, أحمد بن فارس, مقائیس اللغۃ, دار الفکر, بیروت, 1979ء, 115/2 ؛ کیرانوی, وحید الزمان, القاموس الوحید, ادارہ اسلامیات, لاہور, 2001ء, ص390؛ الزبیدی, محمد مرتضی, تاج العروس, التراث العربی, کویت , 1972ء, 98/11

[4] القرآن الکریم، الانشقاق: 14

[5] السیوطی, جلال الدین, عبدالرحمن بن أبو بکر, تفسیر درمنثور, ضیاء القران پبلی کیشنز, لاہور, 2006ء, 921/6؛ مفتی محمد شفیع, معارف القران, مکتبہ معارف القران, کراچی, 2011ء, 702/8؛ امام النسفی نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں ﴿إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ﴾کے معنی نہیں جانتا تھا حتی کہ ایک اعرابی عورت سے سنا جب کہ وہ اپنی بیٹی کو آواز دے رہی تھی"یا ابنتی حوری, حوری"یعنی "اے میری بیٹی لوٹ کے واپس آجاؤ , لوٹ کے آؤ"۔ [بحوالہ: النسفی, عبداللہ بن احمد بن محمود, التفسیر النسفی, دار الکلم الطیب , بیروت 1998ء, 620/3]

[6] **الزمخشری:** آپ کانام ابو القاسم محمود بن عمر الزمخشری ہے۔آپ 1467ءمیں زمخشر میں پیدا ہوئے تھے۔آپ نے مکہ کو ہجرت کی اور وہاں بیت اللہ کی حدود میں کئی سال گزارے جسکی وجہ سے آپ "جار اللہ"کے لقب سے مشہور ہوئے۔جار اللہ اصل میں جار بیت اللہ ہے یعنی اللہ تعالی کے گھر بیت اللہ کا پڑوسی۔ زمخشری نے کئی شہروں کا سفر کیا اور آخر کار جرجان آئے اور وہاں فوت ہوئے۔آپ نے کئی بڑی کتابیں تصنیف کی جن میں سے بعض کے نام مندرجہ ذیل ہیں: الکشاف فی تفسیر القرآن, أساس البلاغۃ, المفصل, المقامات, الجبال والأمکنۃ والمیاہ, معجم عربی و فارسی, الفائق فی غریب الحدیث, رسالۃ ربیع الابرار, المنتقی من شعر المتنبی للواحدی, نکت الاعراب فی غریب الاعراب, اعجب العجب فی شرح لامیۃ العرب۔[بحوالہ: الزرکلی, خیر الدین, الاعلام, دار العلم للملایین , بیروت, 178/7؛ عاشور, محمد فاضل, تفسیر ورجالہ, مجمع البحوث الاسلامیۃ, الازھر, 1970ء ص51]

[7] الزمخشری, محمود بن عمر, التفسیر الکشاف, مکتبۃ العبیکان, الریاض, 1998ء, 343/6

8 **ابن منظور:** آپ کا پورا نام محمد بن مکرم بن منظور ہے۔آپ مصر میں 1232ء میں پیدا ہوئے تھے۔آپ ایک بہت بڑ□ عالم اور عربی لغت کے ماہر ترین شخصیت تھے۔طرابلس میں قاضی کے عہد□ پر فائز رہے آپ نے چند بڑی کتابوں کو مختصر کرکے آسان بنا دیا اور اپنے قلم سے تقریباً 500 کتابیں تصنیف اور تالیف کی ۔آپ نے اس دار فانی میں 79 سال گزارنے کے بعد اجل کو لبیک کہا اور 1311ء میں وفات پا گئے۔ ابن منظور کی چند مشہور تصانیف مندرجہ ذیل ہیں : لسان العرب: جس میں آپ نے عربی الفاظ کے معانی اور مصداق بیان کی ہیں اور اپنی اس کتاب میں عربی لغت کے پانچ بڑی کتابوں کو سمویا ہے۔ مختار الاغانی: آپ نے اس کتاب کو12 جلدوں میں لکھا ہے۔ جو ابوالفرج الاصفہانی کی مشہور کتاب"الاغانی" کی ایک بہترین اسلوب میں ترتیب د□ کر تالیف کی ہے۔ مختصر مفردات ابن بیطار، نثار الازهار فی اللیل والنھار، سرور النفس بمدارك الحواس الخمس، اختصار کتاب الحیوان للجاحظ۔ [الزرکلی، خیر الدین، الاعلام، دار العلم للملایین ، بیروت، 7/ 108]

9 ابن منظور، لسان العرب، دار صادر بیروت، 217/4

10 **لبید بن ربیعۃ العامری:** آپ ایک جلیل القدر صحابی رسول ہیں ۔آپ نے عصر جاھلی میں بہت اچھی شاعری کی ہے اور سبع معلقات میں آپ کاقصید□ بھی شامل ہے۔آپ ایک جنگجو، بہادر اور دلیر انسان تھے۔جب اسلام قبول کیا تو اس کے بعد آپ نے شاعری چھوڑدی اور قرآن کی طرف متوجہ ہوئے کوئی بھی شعر کہنے کے لیے درخواست کرتا تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن مجید کے ہوتے ہوئے میں شعر کیوں سناؤ۔ بعض موٴرخین کہتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد صرف ایک شعر کہا ہے، جو یہ ہے:

ما عاتب المرء اللبيب كنفسه ★ والمرء يصلحه الجليس الصالح

[دیوان لبید بن ربیعہ رضی اللہ عنہ، ص /59، ابن الأثیر، علی بن محمد، اسدالغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، 483/4] لیکن اکثر ادباء اور موٴرخین نے کہا کہ جو شعر لبید نے اسلام قبول کرنے کے بعد کہا ہے و□ یہ ہے:

الحمد لله إذ لم يأتني أجلي ★ حتى لبست من الإسلام سربالا

[اسدالغابۃ483/4، ابن قتیبۃ، الشعر والشعراء، 275/1، الزیات، أحمد حسن، تاریخ ادب عربی، دار نھضۃ مصر، ص69]۔ آپ کوفہ میں 41 ہجری میں فوت ہوئے۔ [العسقلانی ، أحمد بن علی بن حجر، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، مرکز ہجر البحوث والدراسات العربیۃ والاسلامیۃ، 2008ء، 378/9]

11 لبید بن ربیعۃ، دیوان لبید بن ربیعۃ، دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان، 1993ء، ص111

12 **خلیل بن احمد الفراھیدی:** خلیل بن احمد ایک عظیم لغوی ، ادیب، شاعر اور علم العروض والقوافی کے ماہر

تھے۔ آپ عمان کے علاقے بطن فرھود میں پیدا ہوئے۔ آپ نے مخارج الحروف پر بہت بحث کی ہے۔ خلیل بن احمد سب پہلے وہ لغوی عالم ہیں جس نے "نظام الصوتی والتقلیبات" کے تحت عربی لغات اور الفاظ کو جمع کیا۔ آپ پہلی عربی معجم کے بانی ہیں۔ سیبویہ، نضر بن شمیل اور ابن درید جیسے بڑے بڑے علماء نے آپ کے وسیع علم سے مستفید ہوکر نام کمایا ہے۔ خلیل نے اپنی قلم سے چند کتابیں لکھی ہیں جن کے نام یہ ہیں: کتاب العین، کتاب النقط والشکل، العروض۔ [بحوالہ: شھاب الدین ، عبد الحیٔ بن أحمد، شذرات الذھب، دار ابن کثیر، بیروت، 1988ء، 321/2، الاعلام، 314/2]

[13] الفراھیدی، خلیل بن احمد، کتاب العین، تحقیق، ھنداوی عبدالحمید، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 2003ء، 270/3

[14] **محمد بن یعقوب الفیروزآبادی:** آپ 1329ء کو شیراز کے علاقے "کارزین" میں پیدا ہوئے۔ آپ نے عراق، شام، مصر، روم اور ھندوستان کے سفر کیے، آپ حدیث اور لغت کے بڑے مایہ ناز عالم سمجھے جاتے تھے۔ اپنے ہمعصر علماء میں ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔ آپ زبید کے علاقے میں 1415ء میں فوت ہوئے۔ فیروز آبادی کئی کتابوں کے مصنف ہیں جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں: القاموس المحیط، المغانم المطابۃ فی معالم الطابۃ، تنویرالمقباس فی تفسیر ابن عباس، بصائر ذوی التمیز فی لطائف الکتاب العزیز، نزھۃ الاذھان فی تاریخ اصبھان، الدرر الغوالی فی الاحادیث العوالی، الجلیس الانیس فی أسماء الخندریس، سفر السعادۃ، المرقاۃ الوفیۃ فی طبقات الحنفیۃ، البلغۃ فی تاریخ اھل اللغۃ۔ [الاعلام7/ 147]

[15] الفیروز آبادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، مؤسسۃ الرسالۃ، 2005ء، ص381

[16] القرآن الکریم، الکہف : 37

[17] البغوی، حسین بن مسعود ، التفسیر البغوی، دار ابن حزم، 2002ء، ص778

[18] **امام ابن کثیر:** آپ کا اصل نام اسماعیل بن عمر بن کثیر ہے۔ آپ بصرہ کے علاقے میں 774ءکو پیدا ہوئے۔ آپ نے علم حاصل کرنے کے لیے دمشق کا سفر کیا، علم حاصل کرنے کے بعد درس وتدریس میں مشغول رہے، اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا، حتی کہ کئی ضخیم کتابوں کو منظر عام پر لائے، بعض کے نام یہ ہیں: البدایۃ والنھایۃ، آپ ابن الاثیر کی لکھی ہوئی کتاب "الکامل فی التاریخ" کے اسلوب پر 14 جلدوں میں یہ کتاب تصنیف کی ہے۔ شرح صحیح البخاری، طبقات الفقہاء الشافعین، تفسیر القرآن الکریم، الاجتھاد فی طلب الجھاد، جامع المسانید، اختصار علوم الحدیث، اختصار السیرۃ النبویۃ، رسالۃ فی

الجهاد, التحصیل فی معرفۃ الثقات والضعفاء والمجاھیل, یہ پانچ جلدوں پر مشتمل کتاب ہے جس میں راویوں کے احوال اور حالات زندگی درج ہیں۔ [الاعلام1/ 320]

[19] ابن کثیر, اسماعیل بن عمر بن کثیر, تفسیر ابن کثیر, دار ابن حزم , بیروت, 2000ء, ص1155

[20] صالح بن عبد اللہ بن عبس الحمید, اصول الحوار وآدابہ فی الاسلام, دار المنارۃ, السعودیۃ, 1994ء, ص6؛ یماس, محمد راشد, فنون الحوار والاقناع, دار ابن حزم, بیروت, 1999ء, ص11؛ ضمرۃ, محمود عثمان, الحوار فی القرآن, جامعۃ النجاح الوطنیۃ, کلیۃ الدراسات العلیا, 2005ء, ص20

[21] الحوار هو الحديث بين اثنين أو أكثر: کا مقصد یہ ہے کہ حوار کے لیے دو افراد کا ہونا ضروری نہیں ہے, اس میں کئی افراد حصہ لے سکتے ہیں۔

[22] فلا يستأثر به أحدهما دون الآخر: اس اقتباس کا مطلب یہ ہے کہ مکالمہ کے دوران ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ ایک بندہ خود بات کرے اور دوسرے بندے کو اپنی دلیل اور بات پیش کرنے کا موقع نہ دے, اگر ایسا ہو جائے تو یہ حوار کے آداب کے خلاف ہو گا۔ کیونکہ مکالمہ بات کو دلیل سے ثابت کرنا ہوتا ہے۔لیکن وہ بھی ایک خوبصورت اور مؤدبانہ انداز گفتگو کی صورت میں نہ کہ مناظرے کی صورت میں۔

[23] الموجان, عبداللہ بن حسین , الحوار فی الاسلام, مرکز الکون, مکۃالمکرمۃ, 2006ء, ص17

[24] مجوب, عباس, الحکمۃ والحوار, عالم الکتب الحدیث, اردن, 2006ءص135؛ ابن حمید, صالح بن عبد اللہ, معالم فی مناہج الدعوۃ, دار الاندلس الخضراء, جدہ, 1999ء, ص212؛ جریشۃ, علی, أدب الحوار والمناظرۃ, دار الوفاء, بیروت, 1989ء, ص67؛ الفیضی, موسیٰ بن یحییٰ, الحوار, دار الخضیر للنشر, المدینۃ المنورۃ, 1427ھ, ص10

[25] إمیل یعقوب وعاصی مثال, المعجم المفصل فی اللغۃ والادب, دار العلم للملایین , بیروت, 1987ء, 587/1

[26] J.A. Cuddon. “Dictionary of literary terms and literary theory”. Penguin Books, 1999, p. 24

[27] القرآن الکریم، بنی اسرائیل : 88

[28] سواتی, عبدالحمید, معالم العرفان فی دروس القران, مکتبہ دروس القران گجرانوالہ, پاکستان, 2000ء, 261/12

[29] القرآن الکریم، ہود: 13

[30] الازہری, محمد کرم شاہ, ضیاء القران, ضیاء القران پبلی کیشنز, لاہور, 1982ء, 347/2

[31] القرآن الکریم، البقرۃ: 23

[32] عثمانی, شبیر أحمد, تفسیر عثمانی, دار التصنیف, کراچی, 1975ء, ص6

[33] القرآن الکریم، النساء: 1

[34] المدنی, شیر علی شاہ, تفسیر الحسن البصری, المکتبۃ الرشیدیۃ, نوشہرہ, پاکستان, 2008ء, 298/2

35 الحوار, اصولہ وأدبہ, ص69؛ ہلال, محمد عبد الغنی, مہاراۃ إدارۃ الحوار والمناقشات, مرکز تطویر الأداء, مصر, 2000ء, ص120

36 دادی کی میراث کے بارے میں واقعہ یہ ہوا تھا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دادی اپنی میراث کے بارے میں پوچھنے آئی تو ابو بکر رضی للہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس مسئلے کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے, اس لیے آپ واپس چلی جاؤ حتی کہ میں لوگوں کے ساتھ اس مسئلہ کے بارے گفتگو اورمشورہ کروں تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا تو مغیرہ بن شعبہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دادی کے لیے چھٹا 1/6 حصہ مقرر کیا ہے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب اس بات پر آپ گواہ پیش کرو تو محمد بن مسلمہ انصاری نے بھی گواہی دی کہ میں نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سنا تھا جیسا کہ مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں۔تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پھر دادی کو چھٹا حصہ دے دیا۔ تو صحابہ کرام کے درمیان مکالمہ اور گفتگو ہوئی اور حق تک رسائی حاصل ہوئی۔ [بحوالہ: الاصبحی, مالک بن انس, الموطا, تحقیق: فواد عبد الباقی, دار احیاء التراث العربي, بیروت, 1985ء, 513/2]

37 الغزالی, محمد بن محمد بن محمد, احیاء علوم الدین, دار الوثائق, القاهرة, 2000ء, 54/1

38 **ابو داؤد:** آپ کا اصل نام سلیمان بن اشعث ہے اور سجستان کے رہنے والے تھے, 817ء میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے عصر میں حدیث کے بہت بڑے عالم اور امام تھے۔ آپ نے علم کی تحصیل کے لیے سجستان سے دور دراز شہروں کی سفر کئے, اورآخر کار بصرہ میں قیام پذیر ہوئے۔ 889ء میں فوت ہوئے۔ آپ نے احادیث مبارکۃ میں ایک کتاب لکھی جو سنن ابي داؤد کے نام سے موسوم ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جو صحاح ستہ میں شمار کی جاتی ہے۔اسمیں آپ نے 5232 احادیث جمع کی ہیں۔کتاب الزھد, کتاب البعث, اور تسمیۃ الاخوۃ بھی آپ کی تصانیف ہیں۔ [دیکھیے: الاعلام, 122/3؛ شوقی, ابو خلیل, اطلس الحدیث النبوی من الکتب الصحاح الستۃ, دار الفکر, دمشق, 2005ء, 13/1]

39 **عبدالرحمن بن عوف:** حضرت عبد الرحمن بن عوف ایک جلیل القدر صحابي رسول تھے جاہلیت میں آپ کا نام عبد بن عمرو تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبدالرحمن رکھا , آپ کی والدہ شفاء بنت عوف تھی۔ آپ واقعہ فیل کے دس برس بعد پیدا ہوئے تھے, اور اولین صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے دار ارقم میں اسلام قبول کیا۔ آپ ان مہاجرین میں سے ہیں جنھوں نے حبشہ اور مدینہ دونوں جانب

ہجرت کی ہے۔مدینہ میں آپ کی مواخاۃ سعد بن ربیع کے ساتھ ہوئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سارے غزوات میں شریک ہوئے، دومۃ الجندل کے مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سر پر خود اپنے ہاتھوں سے عمامہ باندھا اور"کلب" کی طرف بھیجا۔ اور دعا فرمائی کہ اللہ تعالی آپ کو فتح دیگا۔ فتح حاصل کرنے کے بعد وہاں کے بادشاہ کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنا۔ تو عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے فتح حاصل کی اور بادشاہ کی بیٹی "تما"کے ساتھ شادی کی۔ [ابن الاثیر، علی بن محمد، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، المیزان کتب خانہ، لاہور، 436/2]

40 ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، تحقیق: محمد محی الدین عبدالحمید، دار احیاء التراث العربی، بیروت، حدیث نمبر4479

41 المراغی، أحمد مصطفی، تفسیر المراغی، مکتبۃ مصطفی البابی الحلبی، مصر، 1974ء، 194/8؛ الزحیلی، وہبۃ، التفسیر المنیر فی العقیدۃ والشریعۃ والمنہج، دار الفکر، بیروت، 1991ء، 92/12

42 البخاری، محمد بن إسماعیل، الصحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى، 39/6؛ طنطاوی، محمد سید، آدب الحوار فی الاسلام، دار نہضۃ، مصر، 1996ء، ص133

43 النشرتی، حمزہ، موسوعۃ القصص القرآنی، المکتبۃ القیمۃ، القاہرۃ، 198/1؛ السمرقندی، نصر بن أحمد، تفسیر السمرقندی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، 1993ء، 325/2

44 حفنی، أسلوب المحاورۃ فی القرآن الکریم، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1985ء، ص88؛ الحموی، یاقوت بن عبد اللہ، معجم البلدان، دار صادر، بیروت، 1984ء، 77/5

45 الرازی، محمد بن عمر، التفسیر الکبیر، دار الفکر، بیروت، 1978ء، 502/5

46 الصابونی، محمد علی، قبس من نور القرآن، دار السلام، بیروت، 1997ء، 29/7؛ ابن عطیۃ، عبد الحق بن غالب، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1993ء، 518/3

47 القرآن الکریم، الاعراف: 59

48 محمد احمد، درس قرآن، ادارہ اشاعت القرآن کراچی، پاکستان، 1998ء، 205/4؛ الماوردی، علی بن محمد بن حبیب، تفسیر الماوردی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 233/2

49 القرآن الکریم، ہود: 25

50 الازہری، محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 1982ء، 353/2؛ السیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، تفسیر در منثور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2006ء، 988/3

51 القرآن الکریم، ہود: 27

52 آلوسی, شہاب الدین السید محمود, روح المعانی, مکتبہ حقانیہ, پاکستان, 54/12؛ الشوکانی, محمد بن علی بن محمد, فتح القدیر, دار المعرفۃ, بیروت, 2007ء, ص654؛ الطبری, محمد بن جریر, جامع البیان, دار القلم, دمشق, 629/3

53 القرآن الکریم، ہود: 28

54 قطب, السید, فی ظلال القران, دار الشروق, بیروت, 1980ء, ص1873

55 القرآن الکریم، ہود: 29

56 البغوی, حسین بن مسعود, تفسیر البغوی, دار ابن حزم, بیروت, 2002ء, ص617؛ النسفی, عبد اللہ بن أحمد بن محمود, التفسیر النسفی, دار الکلم الطیب, بیروت, 1998ء, 55/2

57 القرآن الکریم، ہود: 29

58 حوی, سعید, الأساس فی التفسیر, دار السلام, قاہرہ, 1985ء, ص6155

59 القرآن الکریم، ہود: 31

60 ابن کثیر, عماد الدین, تفسیر ابن کثیر, مقبول بک سٹال شیخوپورہ, پاکستان, 547/2؛ الجوزی, جمال الدین عبد الرحمن بن علی بن محمد, زاد المسیر فی علم التفسیر, دار ابن حزم, بیروت, لبنان, 2002ء, ص649

61 القرآن الکریم، ہود: 32

62 الضحاک, تفسیر الضحاک, تحقیق: محمد شکری أحمد, دار السلام, مصر, 1999ء, 445/1؛ ابن جریج, تفسیر ابن جریج, جمع و تحقیق: علی حسن عبد الغنی, مکتبۃ التراث الاسلامی, 1992ء, ص161

63 القرآن الکریم، ہود: 33, 35

64 الحمیدی, عبد العزیز بن عبد اللہ, تفسیر ابن عباس ومرویاتہ فی التفسیر, مرکز البحث العلمی, السعودیۃ, 1980ء, ص487؛ النجار, عبد الوہاب, قصص الانبیاء, دار الفکر, بیروت, ص52؛ عباس, فضل حسن, القصص القرآنی, إیحاؤہ ونفحاتہ, دار الفرقان, بیروت, 1987ء, ص104

65 القرآن الکریم، نوح: 26

66 حکمت بن بشیر بن یاسین, التفسیر الصحیح, دار المآثر المدینۃ النبویۃ, 1999ء, 541/4

67 دانشگاہ پنجاب, لاہور, اردو دائرۃ المعارف اسلامیۃ, شعبہ اردو, دائرہ معارف اسلامیۃ, پنجاب یونیورسٹی لاہور, 1998ء, 477/22؛ المغلوث, سامی بن عبد اللہ, أطلس تاریخ الأنبیاء والرسل, مکتبۃ العبیکان, الریاض,

1998ء، ص76۔

68 القرآن الکریم، ہود: 42

69 الشوری، سفیان بن سعید بن مسروق، تفسیر سفیان الشوری، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1983ء، ص130؛ محمد اسماعیل بن عبد الرحمن، التفسیر السدی، تحقیق: محمد عطاء یوسف، دار الوفاء، بیروت، 1993، ص301

70 القرآن الکریم، ہود: 43

71 ابو الاعلی، مودودی، تفہیم القران، علی مجید پرنٹرز، لاہور، 1999ء، 340/2

72 القرآن الکریم، ہود: 43

73 غلام مرتضی، أنوار القرآن، ملک سنز، لاہور، 1997، 270/10

74 القرآن الکریم، ہود: 43

75 الباجوڑی، محمد عبد الجبار، فتح الرحمن فی تفسیر القران، مکتبۃ جامعۃ تعلیم القران، باجوڑ، پاکستان، 2009ء، ص361

76 ابن الاثیر، علی بن الکرم محمد بن محمد بن عبدالکریم، الکامل فی التاریخ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1987ء، 55/1

77 القاسمی، محمد جمال الدین، تفسیر القاسمی، تحقیق: فؤاد عبد الباقی، دار الفکر، بیروت، 1978ء، 118/9

78 القرآن الکریم، الحجرات: 13

79 ضیاء القرآن، 356/2